© rasailojaraid.com

دیوبند میں علم کی پہلی درسگاہ

عہدِ عالمگیری کے دو پروانے

از جناب سید محبوب حسن صاحب رضوی دیوبندی

گیارہویں صدی ہجری کے اوائل سے دیوبند میں سادات کا ایک خاندان آباد ہے اس خاندان کے مورثِ اعلیٰ کا نام ہے سید محمد ابراہیم (قدس اللہ سرہ) دیوبند اور اس کے اطراف و جوانب میں دعوت و تبلیغ کا سب سے پہلا کام اسی بزرگ ہستی کی ذات سے انجام پذیر ہوا۔ اور متعدد قومیں ان کے ہاتھ پر شرفِ اسلام سے بہرہ اندوز ہوئیں۔

دعوت و تبلیغ کے علاوہ تعلیم و تدریس اور تذکیر و تزکیہ کا سلسلہ بھی خاصے اچھے پیمانہ پر جاری تھا۔ دین کی اُن خدمات سے جو محض حسبتہً للہ انجام دی جاری تھیں۔ دہلی کی حکومت بھی بے خبر نہ تھی۔ چنانچہ اس نے متعدد مرتبہ مختلف اوقات میں سید صاحب کے اخلاف کو وظائف اور جاگیریں عنایت کیں۔ عطایا کا سلسلہ جہانگیر سے شروع ہو کر محمد شاہ اور نواب نجیب الدولہ پر ختم ہوتا ہے۔

سید صاحبؒ کے خاندان میں مرورِ زمانہ سے اس وقت کے فرامین اور کاغذات اکثر و بیشتر تو تلف ہو گئے ہیں۔ کچھ البتہ باقی ہیں۔ ان ہی میں عہدِ عالمگیری کے دو پروانے ہیں جن کے ذریعہ سے دیوبند کی تعلیمی تاریخ میں ایک جدید باب کا انکشاف ہوتا ہے۔

عام خیال یہ ہے کہ دیوبند میں علمِ دین کا چرچا دارالعلوم کے قیام ۱۲۸۳ھ سے وابستہ ہے لیکن عہدِ عالمگیری کے ان پروانوں سے جو ذیل میں درج ہیں پتہ چلتا ہے کہ یہاں اس زمانہ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عام روش کے مطابق خانقاہ میں تزکیہ وتذکیر کے ساتھ ساتھ تعلیم وتدریس کا سلسلہ بھی جاری تھا پروانہ میں مرقوم ہے کہ:۔

"دریں ولا شیخ وجیہ الدین کہ بصلاح وتقوی آراستہ لیاقت تمام دارد، بجائے پدر خود در خانقاہ بتدریس وتذکیر باجماعت طالب علمان وفقراء وصوفیان مشغول ست"

دیوبند میں علم کی غالباً یہ اولین شمع تھی جس کو گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں حضرت الحاج سید محمد ابراہیم قدس اللہ سرہ کے مبارک ہاتھوں نے روشن کیا تھا۔ مشہور روایت ہے کہ حضرت سید احمد شہید قدس اللہ سرہ ایک مرتبہ دیوبند تشریف لائے تو فرمایا کہ "یہاں سے علم کی بو آتی ہے" سید شہیدؒ کے اس مقولہ کو دارالعلوم کی نسبت بطور مکاشفہ و پیش گوئی کے سمجھا جاتا ہے۔ لیکن راقم السطور کا خیال ہے کہ جس "بو" کو سید شہیدؒ نے محسوس فرمایا تھا وہ اسی گلدستۂ علم کی بو تھی جو سید شہیدؒ کے قریبی زمانہ تک موجود تھا۔

عہدِ عالمگیری کے پروانے

عہدِ عالمگیری کے جن دو پروانوں کا اوپر ذکر آیا ہے وہ سید وجیہ الدین اور سید محمد صابرین سید محمد عارف رحمۃ اللہ علیہم سے متعلق ہیں، ان کی نقل ذیل میں درج ہے:۔

"متصدیانِ مہماتِ حال واستقبال پرگنہ دیوبند بدانند کہ چوں موازی دو صد و ہفتاد و یک بگیہ ۲۷۱ بسوہ زمین بگز الٰہی منجملہ پانصد بگیہ بموجب اسناد حکام و بموجب پروانہ بمہر ایں جانب باسم غفران پناہ معارف آگاہ سید محمد عارفؒ ولد مغفرت پناہ بندگی حضرت سید محمد اسمٰعیلؒ از قدیم الایام بجہت خرچ خانقاہ از پرگنہ مذکور مقرراست۔ معارف آگاہ سید محمد عارف مرحوم ودیعت حیات سپرد دریں ولا شیخ وجیہ الدین پسران غفران پناہ کہ بصلاح وتقوی آراستہ لیاقت تمام دارد بجائے پدر خود در خانقاہ بتدریس وتذکیر با جماعت طالب علمان و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقرار وصوفیان مشغول است وخرج خانقاہ فی سبیل اللہ مصروفست بنا برآں
تصدق فرق مبارک بندگان حضرت سلیمان منزلت خدیوزمین وزماں باعث
امن وامان۔
موازی مسطور بدستور سابق از محل قدیم باسم پسر غفران پناہ مذکور بموجب خمس
شرط قبض وتصرف آں مقرر ومسلم داشتہ شد کہ حاصلات آں را فصل بفصل
وسال بسال صرف معیشت طالب علماں وفقرار وصوفیاں خانقاہ
خود نمودہ بدعا رگوئی دوام دولت ابد اشتغال می نمودہ باشد۔ تحریر فی التاریخ
ہفدہم شہر شوال المکرم سنہ ۲۶ جلوس والا۔"

یہ پروانہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے زمانہ میں غضنفر خاں صوبیدار شاہجہاں آباد
کی مہر خاص سے ۲۷ رشوال المکرم سنہ ۲۶ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۰۹۳ھ میں جاری ہوا۔
اس کے بعد ذیل کا یہ دوسرا پروانہ دوسرے صوبیدار محمد عرب بن محمد خسرو کی مہر سے ۱۱ر شعبان المعظم
سنہ ۳۰ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۰۹۷ھ میں صادر ہوا۔

"متصدیان حال واستقبال پرگنہ دیوبند بدانند کہ چوں موازی دوصد وبست و
ہشت بیگہ یازدہ بسوہ زمین بگزآہی باسم سیادت پناہ سید محمد عارف ولد غفران
پناہ حضرت بندگی سید محمد اسمٰعیل کہ منجملہ پانصد بیگہ زمین بموجب سند جاگیرداران
پیشین از موضع مہتولی در وجہ مدد معاش شیخ محمد صابر وغیرہ پسران غفران پناہ
مذکور از قدیم الایام بجہت اخراجات خانقاہ مذکور مقرر است، سید محمد عارف
ودیعت حیات سپرد دریں ولا دو پسرہ بجائے پدر خود خانقاہ بتدریس وتذکیر یا جماعت
طالب علماں فقرار وصوفیاں مشغول اند وخرج خانقاہ فی سبیل اللہ مصروف
است بنابرآں حسب الحکم خان عالیشان وتصدق فرق مبارک بندگان
حضرت سلیمان منزلت خدیوزمین وزمان باعث امن وامان۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موازی مسطور بدستور سابق از محل قدیم بنام پسران غفران پناہ مذکور مطابق
خمس شرط قبض و تصرف آنہا مقرر و مسلم داشتہ شد کہ حاصلات آں از فصل
بفصل و سال بسال صرف معیشت طالب علمان و فقرا و صوفیان و خود ہا
نمودہ بدعا گوئے دوام دولت ابد اشتغال می نمودہ باشد۔ بتاریخ یازدہم
شعبان المعظم سنہ ۳۰ جلوس والا۔"

پروانوں کی تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ "عطائے معافیات" کا مقصد صرف
ان حضرات کو وسائلِ معاش سے مطمئن کرنا نہ تھا بلکہ اس کا اصل مصرف طلبائے علوم دینیہ
اور طالبانِ طریقت کے طعام و قیام کے مصارف تھے۔ اس زمانہ کا یہ قاعدہ تھا کہ جو لوگ
توکل علی اللہ علم اور دین کی خدمات محض لوجہ اللہ انجام دیتے تھے حکومتِ وقت وظائف
اور معافیات کے ذریعہ ان کو مالی امداد بہم پہنچاتی تھی۔

اس کا افسوس ہے کہ ہمارے پاس آج کوئی ایسا ذریعہ موجود نہیں ہے جس سے معلوم ہو سکتا
کہ خانقاہ میں طلبا اور صوفیا کی کس قدر تعداد مقیم رہتی تھی۔ اور کتنے لوگوں نے اس سے ظاہری
اور باطنی استفادہ حاصل کیا۔ البتہ ایک تحریر سے اس قدر سراغ ضرور ملتا ہے۔ کہ خانقاہ
سے متعلق ایک کتب خانہ بھی تھا۔ جس میں کتابوں کا بہترین ذخیرہ موجود تھا۔ خانقاہ کی
آتش زدگی میں یہ ذخیرہ بھی برباد ہو گیا۔

سکھوں کی آتش زدگی
خانقاہ کی تباہی

بارہویں صدی ہجری کے اواخر میں خانقاہ اور اس کا تمام نظام درہم برہم
ہو گیا۔ کیونکر ہوا؟ یہ داستان ایک نہایت دل خراش اور ہولناک حادثہ
پر مشتمل ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۱۸۹ھ (بعہد شاہ عالم) میں سکھوں نے قزاقانہ طور پر دیوبند
پر تاخت و تاراج کیا۔ لوٹ مار کے دوران میں جن لوگوں نے کچھ بھی مزاحمت کی۔ سکھوں نے
ان بیگناہوں کے مکانوں کو لوٹ کر آگ لگا دی، اور دیوبند کے متعدد محلوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔
خانقاہ نشینوں کے ساتھ جو معاملہ پیش آیا۔ اس کی کیفیت ایک درخواست سے معلوم ہوتی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو زعمائے خانقاہ کی جانب سے مغصوبہ آراضی کی واگزاری کے سلسلہ میں ۱۲۱۸ھ/۱۸۳۹ء میں جبکہ ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ سہارنپور کی عدالت کلکٹری میں پیش کی گئی تھی۔ اس واقعہ کو پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چونکہ مرورِ ایام کے سبب سے یہ واقعہ خود دیوبند کی تاریخ میں بھی عام طور پر بھلایا جا چکا ہے، بنا بریں اس موقع پر درخواست کی نقل پیش کرنا نامناسب نہ ہوگا۔ درخواست میں مرقوم ہے:۔

"سوال می کنند و شہادتِ حق می خواہند اضعف العباد میاں حافظ مقبول عالم و جانِ عالم و علی بخش و کریم الدین و بدر الدین و غلام حسن و ملا الٰہی بخش و سراج الدین و نجابت علی ساکنون قصبہ دیوبند از سادات عظام و مشائخ کرام و قانون گویان راسخ الکلام و زمینداران وغیرہ سائر سکنہ جمہور انام پرگنہ مرقوم براین معنی کہ احوال حادثات تاخت و تاراج و غارت گری و سوختگی قصبہ مسکنِ ماسائیلون از زیادتی تعدی زمرۂ سکھان برہان از شوامت قسمت مسکن ماسائیلون کرۃً بعد اولیٰ و مرۃً بعد اخریٰ بر جمیع صغار و کبار ایں دیار ہویدا و آشکا خصوصاً ایں دفع اُخری کہ بتاریخ نہم شہر ربیع الاول ۱۱۸۹ھ کھنیگ سنگھ و مادھو سنگھ و جیت سنگھ و تارا سنگھ و صاحب سنگھ کھنڈا وغیرہ بجمعیت یک لکھ سوار و پیادہ از مقام قصبہ اندری[1] کہ تخمیناً مفاصلہ چہل کروہ[2] خواہد بود شبا شب باختہ محاصرہ مسکین ماسائیلون شدہ بغارتے و سوختگی اماکن و مساکن ماسائیلون

---

[1] اندری کا محل وقوع ماورائے جمن پنجاب کے ضلع کرنال میں ہے اب اس کی حیثیت محض گاؤں کی ہے۔

[2] کروہ: (بہر دو پیش) فاصلہ میں اختلاف ہے بعض اس کی مسافت چار ہزار گز بتلاتے ہیں اور بعض بقدر ایک میل (۱۷۶۰ گز) چنانچہ نفائس اللغات اوحد الدین بلگرامی میں لفظ "کوس" کے تحت میں ہے:۔

بمعنی ثلث فرسخ یعنی یک فرسنگ بعربی آنرا "میل" بکسر گویند و "امیال" بالفتح و "میول" بالضم جمع آں۔ فارسی "کروہ" گویند و نیز سنگے راگویند کہ برائے علامت تمام شدن۔ کروہ بر سر راہہا نصب کنند" "س، م"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پرداختہ [illegible] اشیائے از قسم کواغذ و زیور و ظروف وغیرہ بخانہ ہیچک از باشندگان قصبہ ماسائیلون نگذاشتہ تا ہیجدہ یوم قیام ورزیدہ بخاطر جمع تمام از نقود و عروض اثاث البیوت خانہ روبی کردہ کوچیدہ رفتند بُردن رخت او بار آں مقاہیر نابکار بشہیر سوختہ خود ہا داخل شدہ بعد الفراغ تجہیز و تکفین مقتولان وانقضائے مکانات آتش زدہ بتوقع یافتگی کواغذ وغیرہ اسناد عزیز تر از ہمہ اثاث البیوت ہرچند تجسس و تلاش نمودیم اصلاً ازاں اثرے و نشانے نیافتہ محروم و مضطرب ماندند . . . .

. . . . ہر کس بر صحت ایں حال و صدق ایں مقال آگہی و اطلاع داشتہ باشد حسبۃً للہ مہر و گواہی خود ہا بر ایں وثیقہ ثبت نمائند۔"

لوٹ مار اور آتش زدگی ہی سکھوں کے وحشیانہ مظالم کی آخری حد نہ تھی۔ سکھوں کے سرگروہ گرو گوبند سنگھ کے متعلق معاصر مورخ غلام حسین طباطبائی کا بیان ہے کہ:-

"بر دیہات و آبادی اہل اسلام ہر جا دست او می رسید تاختہ از سکنہ آنجا ہر کرا می یافت الفانہ می کرد ہر چند اطفال صغیر السن باشند"

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"حتی کہ زن ہائے حاملہ را شکم دریدہ و جنین را بیروں کشیدہ می کشتند" (سیر المتاخرین ص ۴۰۲)

وحشت و بربریت کی کتنی لرزہ خیز اور ہولناک داستان ہے! کون کہہ سکتا ہے کہ دیوبند میں یہ واقعات پیش نہ آئے ہوں گے۔ خیال ہوتا ہے کہ تحریر درخواست کے وقت حیا اور عزت و ناموس کے خیال نے مہر سکوت لگا دی ہوگی اور بادلِ ناخواستہ صرف بیان کردہ واقعات ہی پر اکتفا کر لیا گیا! دیوبند کی تاریخ کا یہ وہ قیامت خیز سانحہ ہے جس نے ڈیڑھ سو سال کی شمعِ علم کو ایسا بجھایا کہ آج اس کے آثار و نقوش بھی ڈھونڈے سے نہیں ملتے!

ژ

© rasailojaraid.com